مسئلہ تعلیم: تعلیمات نبوی علی صاحبھا الصلاۃ والسلام کی روشنی میں

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری*

ظہور اسلام سے قبل جزیرہ عرب میں جہالت، ناخواندگی اور وحشت کا دور دورہ تھا۔ اسی لیے اس دور کو دورِ جاہلیت کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو سب سے پہلی آیت نازل ہوئی۔

"اقرا باسم ربك الذی خلق". [1]

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا"۔

اس پہلی وحی کو اسلامی نظام تعلیم کا سنگ بنیاد قرار دیا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے نبوت کے بعد احکام الٰہی کی تعلیم سخت مخالفتوں کے باوجود مکہ مکرمہ میں بذریعہ تبلیغ دی۔ آپ ﷺ نہ صرف اخلاقی اور مذہبی تعلیم دیتے بلکہ لوگوں کی عملی تربیت بھی فرماتے۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی تعلیم تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انما بعثت معلما. [2]

"میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

بعثت لا تمم صالح الاخلاق . [3]

"میں بھیجا گیا ہوں تاکہ بہترین اخلاق کی تکمیل کروں"۔

اس ضمن میں ارشاد ربانی ہے۔

لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین. [4]

"یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے، پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن و

---

*ڈائریکٹر محکمہ مذہبی امور و اوقاف، پنجاب۔

سنت۔اگر چہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے''۔

اس آیت مبارکہ میں دو باتیں بتائی گئی ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ معلم ہیں جو کتاب و حکمت پڑھاتے ہیں اور دوسری یہ کہ وہ تزکیہ نفس بھی کرتے ہیں۔یعنی تعلیم کا مقصد محض کتاب پڑھ لینا ہی نہیں ہے بلکہ انسان کو مہذب اور شائستہ بنانا بھی ہے۔

فضیلت علم

انسانیت کی طویل تاریخ میں کسی مذہب نے علم کو اتنی اہمیت نہیں دی جتنی کہ اسلام نے دی ہے۔علم کی دعوت دینے ،اس کا شوق دلانے ،اس کی قدر و منزلت بڑھانے ،اہل علم کی عزت افزائی کرنے ،علم کے آداب بیان کرنے ،اس کے اثرات و نتائج واضح کرنے ،علم کی بے قدری اور اہل علم و ہدایت کی مخالفت و بے عزتی سے روکنے میں اسلام نے جو بھر پور اور مکمل ہدایات پیش کی ہیں ان کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم کے اعداد و شمار کے مطابق قرآن کریم میں لفظ ''علم'' کا ذکر ۸۰ بار اور ''علم'' سے نکلے ہوئے الفاظ کا ذکر سینکڑوں بار آیا ہے۔۵

اسی طرح حدیث کی کتابوں میں علم سے متعلق پورے پورے باب شامل ہیں جو کسی صاحب علم سے مخفی نہیں ہیں۔

ارشاد مبارکہ ہے:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔٦ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

مغربی اصطلاح میں ''علم'' سے مراد دینوی علوم ہی لیے جاتے ہیں لیکن یہ علم کا ایک محدود تصور ہے۔اس کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات میں دینی و دنیوی تمام علوم پر ''علم'' کا اطلاق ہوتا ہے۔مغرب جہاں علم کو دنیوی کامیابی کا ذریعہ اور زینہ قرار دیتا ہے،اسلام اسے آخرت میں سرخروئی اور دنیا میں کامیابی دونوں کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔وہ دین و دنیا کو الگ الگ خانوں میں نہیں تقسیم کرتا،اس لیے قدیم و جدید یا دینی و دنیوی علوم کی تفریق غلط بنیاد پر قائم ہے۔البتہ آخرت کی سرخروئی اور دنیا میں سربلندی کے لحاظ سے جو علم جتنا ضروری ہے اسی قدر اس کی اہمیت سمجھی جاتی ہے۔

تعلیم کی اہمیت وافادیت اور مقاصد

تعلیم کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کی صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جائے اور اس کی شخصیت سازی کی جائے اور اس کے کردار کی تشکیل کی جائے تا کہ وہ معاشرے کا مفید فرد بن سکے۔

Education علم یعنی بتنمية ملكات الفرد وتكوين شخصية وتقويم سلوكه بحيث يصبح عضوا نا فعا في مجتمعه.[۷]

قرآن وسنت میں علم سیکھنے کی فضیلت اور اس کے آداب وحدود کے بیان کے ساتھ ساتھ علم سکھانے کی فضیلت، اہمیت اور افادیت کا ذکر بھی ملتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

ولكن كونوا ربنيين بما كنتم تعلمون الكتاب وبما كنتم تدرسون.[۸]

لیکن تم اللہ والے بن جاؤ بوجہ اس کے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ تم پڑھتے ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انما بعثت معلما.[۹]

میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

خيركم من تعلم القرآن وعلمه.[۱۰]

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور (دوسروں کو) اس کی تعلیم دے۔

ایک اسلامی معاشرہ اور ریاست کے نظام تعلیم کے مقاصد قرآن وسنت کی راہنمائی، اسلامی تاریخ میں موجود تعلیمی روایت اور دور جدید کی ضروریات کے پیش نظر حسب ذیل ہیں:

۱۔ حصول علم

۲۔ تزکیہ نفس

۳۔ صلاحیتوں کی نشوونما

۴۔ ملی ضروریات کی تکمیل

۵۔ قومی ضروریات کی تکمیل

۶۔ جغرافیائی، علاقائی ضروریات کی تکمیل

۷۔ انفرادی ضروریات کی تکمیل [11]

لہذا ماضی کی روشنی، حال کی ضروریات اور مستقبل کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے ہمیں ایسا نظام تعلیم اپنانا پڑے گا جو با مقصد ہو، ہمارا اپنا ہو، جو بہ یک وقت قدیم و جدید ہو، جو ہمارے بچوں کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی شخصیتوں کو متوازن انداز میں اجاگر کر سکے اور جو ذہنی آزادی جیسی نعمت اور بنیادی ضروریات سے ہمیں بہرہ ور کر سکے۔ یہ نظام تعلیم ایسا ہو جو ہمیں دوسروں کورانہ تقلید سے محفوظ رکھے اور جو ہمیں آگے بڑھنے کی صلاحیت اور بلندی پر پہنچنے کی طاقت عطا کرے۔ یہ ترقی اور یہ بلندی مادی بھی ہو، ذہنی بھی ہو اور روحانی بھی ہو۔ ہمیں تعلیم کا وہ نظام اپنانا چاہیے جو ہمارے ملی مزاج اور ہماری قومی انفرادیت کو قائم رکھے اور ہم دین و دنیا میں سرخرو ہوں ورنہ ہم ان سے بھی شرمندہ رہیں گے۔ جو ہمارے لیے قربان ہو گئے اور ان کو بھی قربان کر دیں گے جو ہماری زندگی میں، ہماری آرزوئیں ہیں اور ہمارے قومی وجود کے ضامن ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ایک با مقصد نظام تعلیم ہی ہمیں سچا مسلمان اور پکا پاکستانی بنا سکے گا۔

بانی پاکستان حضرت قائداعظمؒ نے تعلیم کے سلسلہ میں ایک بار فرمایا تھا۔

''اگر ہمیں حقیقی، تیز رفتار اور نتیجہ خیز ترقی کرنا ہے تو ہمیں تعلیم کے مسئلے پر خاص توجہ دینی چاہیے۔ ہمیں اپنی تعلیمی پالیسی اور پروگرام کو ایسے خطوط پر چلانا ہے جو ہماری قوم کے مزاج کے مطابق ہوں، جو ہماری تاریخ اور ثقافت سے ہم آہنگ ہوں اور جو دنیا بھر میں ہونے والی وسیع ترقیوں اور جدید تقاضوں کے مطابق ہوں''۔ [12]

غور فرمائیے کہ بابائے قوم کے ان چند الفاظ میں ماضی، حال اور مستقبل کا کتنا گہرا ربط پایا جاتا ہے۔ اور یہ وہ رہنما اصول یا گائیڈ لائن تھی جو قائد قوم نے چند سطروں میں بالکل واضح اور منقح کر کے ہمارے سامنے رکھ دی تھی۔ اور ہمارا فرض یہ تھا کہ اس اصول کی روشنی مین نظام تعلیم کی بنیادیں استوار کی جاتیں۔ اور اس مقصد کے مطابق تعلیمی نظام ڈھالنے کا عملی اقدام کیا جاتا۔ لیکن نصف صدی سے زائد

عرصہ گزرنے کے باوجود اس سمت سفر شروع نہیں ہوا اور مزید تاخیر تباہ کن ثابت ہوگی۔

عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم

قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو لوگوں کو ''کفر'' کی ظلمت سے نکال کر ''ایمان'' کا نور عطا کرتی ہے۔اس لحاظ سے ہم ظہور اسلام سے قبل کے زمانے کو جاہلیت کا دور کہتے ہیں۔لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ عہد جاہلیت کے عربوں کی اپنی کوئی ثقافت نہ تھی جو ان کے لیے باعث فخر ہو۔شاعری اور سخن فہمی میں انہیں فطری ملکہ حاصل تھا۔علم الانساب ان کے ہاں ایک مستقل علم کی حیثیت رکھتا تھا۔قدیم تاریخی داستانیں یاد کرنے کا ان میں عام رواج تھا۔نجوم اور قیافہ شناسی سے انہیں خاص لگاؤ تھا۔طب میں بھی وہ خاصی مہارت رکھتے تھے۔اور اونٹ اور گھوڑوں کی بیماریوں کا علاج بھی کرتے تھے۔

عہد نبوی ﷺ میں ایام جاہلیت کے ان علوم وفنون کی دینی نقطہ نگاہ سے چھان بین کی گئی۔جو علوم اسلامی تعلیمات کے منافی نہ تھے انہیں بدستور قائم رکھا گیا اور جو اس کے منافی تھے انہیں مطلقاً ممنوع قرار دے دیا گیا۔جن کی اصلاح ممکن تھی ان کی اصلاح کی گئی چنانچہ نجوم وکہانت کی قطعی ممانعت کردی گئی۔شاعری کے مخرب اخلاق حصے مثلاً فخر،ہجو نگاری،فحاشی اور عریانی کو یک قلم خارج کردیا گیا،لیکن اخلاقی اور حکیمانہ شاعری کو بدستور قائم رکھا گیا۔چنانچہ حضرت حسان بن ثابتؓ کو اپنی حکیمانہ شاعری کی وجہ سے دربار رسول ﷺ کا شاعر ہونے کا فخر حاصل تھا۔

دور جاہلیت کے علوم کی تطہیر عہد نبوی ﷺ کے نظام تعلیم کا خارجی پہلو تھا۔اس کا داخلی پہلو کتاب وحکمت کی تلقین تھی جس کا مرکز مسجد نبوی ﷺ تھی۔اس مسجد سے ملحق ایک چبوترہ تھا،جہاں نبی اکرم ﷺ رونق افروز ہوتے اور کتاب مبین کی تعلیم دیتے۔اس کے علاوہ عبادہ بن صامت بھی اہل صفہ کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔صفہ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جہاں مسکین صحابہ بیٹھا کرتے تھے اور اسی نسبت کی وجہ سے وہ اہل صفہ کہلائے۔

عبادة بن الصامت فقال كان يعلم اهل الصفة القرآن (والصفة)دكة فى ظهر المسجد النبوى كان باوى اليها المساكين واليها ينسب اهل الصفة. [۱۳]

منتخب کنزل العمال میں ہے کہ ابو الثعلبہ الخشنی نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے بہترین پڑھانے والے کے سپرد فرما دیجئے۔ لہذا آپ ﷺ نے مجھے ابوعبیدہ کے سپرد فرمایا اور کہا کہ میں نے تجھے ایک ایسے شخص کے سپرد کیا جو تیری بہترین تعلیم و تربیت کرے گا۔

عبارت یہ ہے۔

عن ابی ثعلبة قال لقیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت یا رسول الله ،ادفعنی الی رجل حسن التعلیم ،فد فعنی الی ابی عبیدة بن الجراح،ثم قال بدفعتك الی رجل یحسن تعلیمك وادبك. [۱۴]

رسول اللہ ﷺ نے پڑوسیوں سے تعلیم حاصل کرنا اور پڑوسیوں کو تعلیم سے آراستہ کرنے کے بارے میں احکام جاری فرمائے تھے۔ ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

مابال اقوام لا یفقهون جیرانهم،ولا یعلمو نهم ولا یعظو نهم ولا یا مرونهم ولا ینهونهم،وما بال اقوام لا یتعلمون من جیرانهم،ولا یتفقهون ،ولا یتعظون،والله لیعلمن قوم جیرانهم ویفقهونهم ویعظونهم ویا مرونهم وینهم،ولیتعلمن قوم من جیرانهم،ویتفهونویتفطنون او لا عا جلنهم العقوبة. [۱۵]

لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ اپنے ہمسایوں کو فقہ کا درس نہیں دیتے، انہیں علم نہیں سکھاتے، نہ انہیں نصیحت کرتے ہیں اور نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں، اور لوگوں کا عجب حال ہے کہ وہ اپنے ہمسایوں کو ضرور پڑھائیں گے۔ انہیں دین کی سمجھ عطا کریں گے، انہیں نصیحت کریں گے اور نیکی کا حکم اور برائی سے باز کریں گے اور بخدا لوگ ضرور اپنے ہمسایوں سے علم حاصل کریں گے۔ **تفقه فی الدین** حاصل کریں گے اور سمجھ پیدا کریں گے ورنہ میں ان کو جلد سزا دوں گا۔

علامہ کتانی نے اپنی کتاب **نظام الحکومة النبویة** میں ان صحابہ کرام کے نام درج کیے ہیں جنہیں رسول ﷺ نے مختلف اطراف میں قرآن و حکمت کی تعلیم اور تفقہ فی الدین کے لیے روانہ کیا تھا مثلاً مصعب بن عمیر کو مدینہ منورہ، عتاب بن اسید کو مکہ مکرمہ، معاذ بن جبل کو یمن اور عمرو ابن حزم کو نجران تا کہ وہ لوگوں کو دین سکھائیں اور قرآن پاک کی تعلیم دیں۔ [۱۶]

رسول اللہ ﷺ نے کتاب وحکمت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ کتابت و املاء سکھانے کا بھی اہتمام کیا۔

عن عبداللہ بن سعید بن العاص قال امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یعلم الناس الکتابۃ بالمدینۃ وکان کاتبا محسنا وفی سنن ابی داود عن عبادۃ بن الصامت قال علمت ناساً من اھل الصفۃ الکتابۃ والقرآن۔ ۱۷

عبداللہ بن سعید بن عاص کو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ وہ مدینہ میں لوگوں کو کتابت سکھائیں کیونکہ وہ اچھے خوش نویس تھے۔ سنن ابوداؤد میں ہے عبادۃ بن صامت نے بتلایا کہ انہوں نے اہل صفہ میں سے چند لوگوں کو کتابت اور قرآن مجید کی تعلیم دی۔

رسول اللہ ﷺ نے فروغ علم کی ضرورت اس طرح واضح فرمائی کہ غزوہ بدر کے قیدیوں کے لیے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے، یہ فدیہ قرار دیا کہ وہ چند مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔

عبدالحی الکتانی لکھتے ہیں۔

کان من الاساری یوم بدر من یکتب، ولم یکن من الانصار یومئذ احد یحسن الکتابۃ، فکان منھم من لا مال لہ، فیقبل من ان یعلم عشرۃ من الغلمان الکتابۃ ویخلی سبیلہ، فیومئذ تعلم الکتابۃ زید بن ثابت فی جماعۃ من غلمان الانصار۔ ۱۸

بدر کے قیدیوں میں ایسے بھی تھے جو کتابت جانتے تھے اور اس وقت انصار میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اچھی طرح لکھنا جانتا ہو، تو جو قیدی فدیہ کے متحمل نہ تھے ان سے یہ طے پایا کہ وہ دس بچوں کو کتابت سکھا دیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ ان دنوں زید بن ثابتؓ نے دیگر انصاری بچوں کے ہمراہ کتابت سیکھی۔

مدینہ میں صفہ واحد درس گاہ نہ تھی۔ خود نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں علاوہ مسجد نبوی کے نو اور مساجد تھیں۔ ۱۹

ہر مسجد درسگاہ کا کام دیتی تھی۔ حالات کے مطابق عورتوں کی تعلیم کا بھی انتظام تھا اور ان کی

تعلیم کے لیے علیحدہ دن مقرر تھا۔۲۰

وہ جو سوالات کرتیں آنحضرت ﷺ ان کا جواب دیتے۔ اسی تعلیم کا اثر تھا کہ عورتیں عہد رسالت میں بھی اور اس کے بعد بھی گھریلو کام کاج کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ غزوات و جہاد میں شریک ہوتیں، زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کرتیں۔۲۱

حضرت عائشہؓ حدیث، فقہ، شعر، طب، فرائض اور دیگر اسلامی علوم میں بڑا دخل رکھتی تھیں۔ اس طرح دیگر امہات المومنین اور نیک سیرت خواتین کا حال تھا۔۲۲

علامہ عبدالحی کتانی نے آنحضرت ﷺ کے دور میں موجود مفتیان کرام کا ذکر بھی کیا ہے اور یہ نام گنوائے ہیں:

ابو بکر، عمر، عثمان، علی، عبدالرحمان بن عوف، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، حذیفہ، زید بن ثابت، ابوالدداء، ابوموسیٰ، سلمان، ابی بن کعب، ابن عباس، ابو ہریرہ، انس، عائشہ، عمار، ابن عمر، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمرو بن العاص، جابر، ابوسعید، زبیر، عمران بن حصین، ابوبکرۃ، عبادۃ بن الصامت، معاویہ، ابن زبیر، ام سلمہ، اور ان کے علاوہ ایک سو بیس صحابہ کرام وہ تھے جو بہت کم فتوی دیا کرتے تھے۔۲۳

مدینہ منورہ کی سلطنت رفتہ رفتہ پھیلتی گئی اور ۲۷۴ مربع میل یومیہ کے حساب سے بڑھتی رہی اور دس برس میں اتنی بڑھ گئی کہ اس کا رقبہ یورپ (غیر از شمولیت روس) کے برابر ہو گیا۔۲۴

اور نہ صرف خانہ بدوش بدوی بلکہ شہروں میں سکونت پذیر معزز اور نامور عرب بھی خاصی بڑی تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اس نئے دین کے قبول کرنے کا ناگزیر نتیجہ تھا کہ ایک وسیع تر نظام تعلیم معرض وجود میں آئے جو اتنے بڑے وسیع وعریض رقبے پر آباد امت کی ضروریات کا کفیل ہو سکے۔ عہد نبوی کے اختتام پر اسلامی حکومت باجود اتنی وسعت کے دینیات کی تعلیمی ضرورتوں سے اچھی طرح عہدہ برآ ہونے لگی تھی۔ بعض بڑے بڑے مقامات پر مرکزی دارالعلوم مدینۃ الرسول سے تربیت یافتہ معلم تعینات کر دیئے جاتے تھے اور بعض گورنروں کے فرائض منصبی میں یہ امر صراحت کے ساتھ شامل کر دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے ماتحت علاقے کی تعلیمی ضروریات کا مناسب بندوبست

کریں۔۲۵؎

یمن کے گورنر عمرو بن حزمؓ کے نام جو طویل تقرر نامہ بلکہ ہدایت نامہ معلم اعظم ﷺ نے لکھا تھا۔اس میں یہ تصریح پائی جاتی ہے کہ گورنر کو ہدایت کی جاتی ہے کہ لوگوں کے لیے قرآن،حدیث،فقہ اور دوسرے علوم اسلامیہ کا بندوبست کریں۔اس میں یہ وضاحت بھی ہے کہ لوگوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب نرمی اور شائستگی سے دیں۔

دینی ضروریات کی بہت سی چیزیں اس میں سمودی گئی ہیں۔طہارت،نماز،زکوۃ،عشر،حج،عمرہ،جہاد،غنیمت ،جزیہ کے احکام ،نسلی قومیت کے نظریہ کی ممانعت ،بالوں کی وضع،تعلیم قرآن اور طرز حکمرانی کی مبادیات درج ہیں۔جس کی تفصیل قارئین کے لیے متن وترجمہ کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا بيان من الله ورسوله،يا يها الذين آمنوا اوفوا بالعقود،عهد من محمد النبي رسول الله لعمرو بن حزم،حين بعثه الى اليمن،امره بتقوى الله في امره كله،فان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون،وامره ان ياخذ بالحق كما امره الله،وان يبشر الناس بالخير،ويامرهم به،ويعلم الناس القرآن،ويفقههم فيه،وينهى الناس،فلا يمس القرآن انسان الا وهو طاهر،ويخبر الناس بالذى لهم،والذين عليهم،ويلين للناس فى الحق،ويشتد عليهم فى الظلم،فان الله كره الظلم،ونهى عنه،فقال الا لعنة الله على الظالمين،ويبشر الناس بالجنة وبعملها ،وينذر الناس النار وعملها،ويستالف الناس حتى يفقهوا فى الدين،ويعلم الناس معلم الحج وسنته وفريضة،وما امر الله به،والحج الاكبر الحج الاكبر ،والحج الاصغر هو العمرة وينهى الناس ان يصلى احد فى ثوب واحد صغير،الا ان يكون ثوبا يثنى طرفيه على عاتقيه،وينهى الناس ان يحتبى احد فى ثوب واحد يفضى بفرجه الى السماء،وينهى ان يعقص احد شعر راسه فى قفاه،وينهى اذا كان بين

الـنـاس هيـج عـن الـدعـاء الـى الـقبائل و العشائر،وليكن دعواهم الى الله عزوجل وحـده لا شـريك لـه،فـمـن لـم يـدع الى الله،ودعا الى القبائل و العشائر ليقطفوا بـالسيف،حتـى تـكـون دعـواهم الى لله وحده لا شريك له،ويا مر الناس باسباغ الـوضـوء وجـوهـهـم وايـديهـم الـى الـمـرافـق وارجـلهـم الى الكعبين ويمسحون بـرئـوسهـم كـمـا امـرهـم الـلـه،وامـر بـالـصلاة لوقتها،واتمام الركوع والسجود والـخشـوع،ويـغلس بالصبح،ويهجر بالهاجرة حين تميل الشمس،وصلاة العصر والشـمس فى الارض مديرة،والمغرب حين يقبل الليل،لا يوخر حتى تبدو النجوم فـى الـسـمـاء ،والـعشاء اول الليل،وامر بالسعى الى الجمعة اذا نودى لها والغسل عـنـدالـرواح اليها،وامره ان ياخذ من المغانم خمس الله،وما كتب على المومنين فـى الـصـدقة من العقار عشر ماسقت العين وسقت السماء ،وعلى ما سقى الغرب نـصف العشر،وفى كل عشر من الابل شاتان،وفى كل عشرين اربع شياه،وفى كل اربعين من البقربقرة،وفى كل ثلاثين من البقر تبيع،جذع اوجذعة،وفى كل اربعين مـن الـغـنـم سـائـمة وحـدهـا،شاة،فانها فريضة الله التى افترض على المومنين فى الـصـدقة،فـمـن زاد خيـر افهـو خيرله،وانه من اسلم من يهودى او نصرانى اسلاما خالصا من نفسه،ودان بدين الاسلام،فانه من المومنين،له مثل ما لهم ،وعليه مثل ما عـليهـم ،ومـن كـان على نصرانية اويهوديته فانه لا يرد عنها،وعلى كل حالم ذكر او انثـى ،حراوعبد،دينار واف اوعوضه ثيابا،فمن ادى ذالك،فان له ذمة الله وذمة رسـوله،ومن منع ذلك،فانه عدولله ولرسوله وللمومنين جميعا،صلوات الله على محمد،والسلام عليه ورحمة الله وبركاته. ؎٢٦

ترجمه:

بسم الله الرحمن الرحيم

یہ بیان اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے لکھا جاتا ہے۔اے ایمان والو اپنے اقرار

پورے کرو۔ یہ عہد محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے عمرو بن حزم کے لیے انہیں یمن بھیجتے ہوئے لکھا جاتا ہے۔ میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے ہر معاملے میں اس سے ڈرتے رہیں۔ فان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈریں اور جو نیک کردار ہوں۔ میں نے انہیں حکم ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کے حق کو وصول کریں۔ لوگوں کو خیر کی بشارت دیں۔ لوگوں کو بھلائی کا حکم دیں، انہیں قرآن مجید کی تعلیم دیں اور دین کے ارکان کو سمجھائیں اور برائی سے روکیں۔ جو شخص پاک ہو صرف وہی قرآن مجید کو ہاتھ لگائے۔ لوگوں کو ان کے حقوق اور فرائض سے آگاہ کریں۔ نیکی میں لوگوں کے ساتھ نرمی اختیار کریں اور جب ظلم کے مرتکب ہوں تو ان پر سختی کریں۔ اللہ تعالیٰ ظلم کو برا سمجھتا ہے اور اس سے منع کرتا ہے۔ اس کا ارشاد گرامی ہے: **الا لعنة الله على الظالمين** ۔ خبردار: ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ لوگوں کو جنت کی بشارت دیں اور اس کے اعمال سے آگاہ کریں۔ جہنم سے ڈرائیں اور جہنم کا موجب بننے والے اعمال سے متنبہ کریں۔ لوگوں کے ساتھ عمدہ اخلاق سے پیش آئیں۔ تاکہ وہ ارکان دین کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں۔ لوگوں کو حج کے مسائل اور احکام بتائیں۔ اس میں جو چیزیں فرض اور جو سنت ہیں ان کی تشریح کریں۔ نیز حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے ہیں ان سے لوگوں کو آگاہ کریں۔

لوگوں کو صرف ایک چھوٹے سے کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع کریں البتہ اگر وہ ایک کپڑا اس قدر بڑا ہو کہ شانوں پر ڈالا جاسکے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس طرح لوگوں کو ایک کپڑے میں گات باندھ کر اس طرح بیٹھنے سے کہ ان کی شرمگاہ کھل جانے کا خدشہ ہو منع کر دیں۔ لوگوں کس اس بات کی ممانعت بھر کریں کہ اگر کسی کے سر کی گدی میں بال نہ ہوں تو وہ جوڑا نہ باندھے اور اس سے بھی منع کریں کہ جنگ میں لوگ قبائل اور خاندان کا واسطہ دیکر جماعت کے لیے آواز نہ دیں بلکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لیے ایک دوسرے کی حمایت کریں اور جو کوئی اللہ کی حمایت کے لیے دعوت نہ دے بلکہ محض قبیلے اور خاندان کی حمایت کے لیے دعوت دے، اسے تلوار سے ختم کر دینا چاہیے تاکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی دعوت قائم ہو۔

لوگوں کو وضو کا حکم دیں، اس کے فرائض اور آداب سکھائیں وہ اپنا منہ دھوئیں، کہنیوں تک ہاتھ دھوئیں، ٹخنوں تک پاؤں دھوئیں اور اللہ کے حکم کے مطابق سر کا مسح کریں۔ اور میں نے انہیں اوقات مقررہ پر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ رکوع کو پوری طرح ادا کریں، سجدہ اچھی طرح اطمینان سے کریں، رقت قلبی کے ساتھ نماز ادا کریں۔ فجر کی نماز تڑکے پڑھیں، ظہر کی نماز زوال شمس کے بعد پڑھیں۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھیں جب کہ سورج کا سایہ زمین پر ٹیڑھا ہو جائے اور مغرب کی نماز رات شروع ہونے پر پڑھیں۔ اس میں ستاروں کے آسمان پر نمودار ہونے کا انتظار نہ کریں۔ رات کے اول حصہ میں عشاء کی نماز پڑھیں۔ جمعہ کے لیے تاکید کی جاتی ہے کہ جب اذان ہو تو فوراً تیزی کے ساتھ نماز کے لیے جائیں۔ نماز جمعہ کے لیے غسل کریں۔

میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس وصول کریں اور مومنین سے زمینوں کا بقدر عشر لگان وصول کریں۔ لگان کی یہ مقدار ان زمینوں کے متعلق ہے جو بارش یا چشمے سے سیراب ہوتی ہوں اور جو ڈول سے سیراب ہوتی ہوں (یعنی کنویں سے محنت اور مشقت کے ساتھ سیراب کی جاتی ہوں) ان سے نصف عشر لیا جائے گا (یعنی بیسواں حصہ) اور دس اونٹوں میں دو بکریاں اور بیس اونٹوں میں چار بکریاں، چالیس گایوں میں سے ایک گائے، تیس گایوں میں سے ایک بچھڑا۔ چالیس بکریوں میں سے ایک بکری، یہ مقدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں پر زکوۃ کے لیے فرض کی گئی ہے۔ جو اس سے زیادہ دے اس میں اس کا فائدہ ہی ہے۔

جو یہودی یا نصرانی اپنی خوشی سے خلوص دل سے مسلمان ہو جائے اور اللہ کے دین کو قبول کرے وہ مومن ہے، اس کے حقوق اور فرائض وہی ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور جو شخص اپنے مذہب پر یہودی یا نصرانی قائم رہے۔ اسے ترک مذہب کے لیے ہرگز نہ مجبور کیا جائے گا، البتہ ان کے ہر بالغ مرد و عورت پر خواہ آزاد ہو یا غلام، ایک دینار کامل جزیہ عائد کیا جائیگا۔ جو سالانہ نقد یا جنس کی شکل میں وصول کیا جائے گا۔ نقد وصول نہ ہو تو اس کی قیمت کا کپڑا وصول کر لیا جائے اور جو اس رقم کے دینے سے انکار کرے وہ یہ اللہ اور اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کا دشمن سمجھا جائے۔

آں حضرت ﷺ کے اصول تعلیم

آنحضرت ﷺ کے اصول تعلیم تقریباً وہی تھے جو دوسرے انبیاء علیہم السلام کے تھے۔ جو بالاختصار حسب ذیل ہیں۔

۱۔ آپ ﷺ کا لوگوں سے خطاب کرنا اس انداز سے ہوتا تھا کہ وہ کم سے کم فہم وادارک رکھنے والے کے ذہن میں بھی آسکے۔ البتہ آپ ﷺ کی گفتگو میں ایسے اشارات بھی ہوتے تھے جو صرف خواص یعنی بلند عقل وشعور کے لوگوں کے لیے ہوتے ہیں۔

۲۔ آپ ﷺ لوگوں سے ان کی عقل وفہم کے مطابق بات کرتے تھے جو پیدائشی طور پر اکثر افراد میں پائی جاتی ہے۔ مراقبہ، مجاہدہ، براہین اور قیاسات وغیرہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ آپ کے خطاب کا موضوع نہ تھا۔

۳۔ آپ ﷺ کی تعلیم کا مقصد لوگوں کے اخلاق درست کرنا اور ان کے نفس کا تزکیہ تھا، سائنسی مسائل سے بحث نہ کرتے تھے۔ ان باتوں کو اگر کہیں بیان کرتے تو وہ بھی خدا کی شان اور قدرت کے ذکر کے سلسلے میں کرتے۔ الغرض جو علوم مشاہدات اور تجربات سے حاصل ہوتے ہیں وہ براہ راست آپ ﷺ کی تعلیم کا موضوع نہیں تھے۔

۴۔ آپ ﷺ نے معاشرے کی عادات اور رسومات کو یکسر نہیں بدلا بلکہ جو بات حکم الٰہی کے خلاف نظر آئی اسے بدل دیا۔ اور جو بات حکم کے مطابق تھی اسے باقی رکھا اور جو ان دونوں کے مابین دائر تھی اس میں ترمیم وتبدیلی کر کے حکم کے مطابق بنا دیا۔

۵۔ آپ نے احکام کی مصالح کی بجائے ترغیب وترہیب پر زور دیا کیونکہ مصلحتیں ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آسکتیں مصلحتیں سمجھانے کا اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا کہ ترغیب وترہیب کا ہوتا ہے۔

۶۔ آپ ﷺ تمام قوموں کی طرف قیامت تک کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں، لہذا آپ ﷺ کے احکام ان عام اصولوں کے تحت ہیں جو تمام انسانوں کے لیے قیامت تک کے لیے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور جن کی روشنی میں وقت اور جگہ کی ضرورت کے لحاظ سے اجتہاد کر کے ہر پیش آمدہ مسئلے کا حل معلوم کیا جاسکتا ہے۔ [۲۷]

آپ ﷺ کی تعلیم کے دو پہلو

رسول اللہ ﷺ دین کی تعلیم دو طریق پر دیتے تھے، ایک اپنے ارشادات کے ذریعے اور دوسرے اپنے عمل کے ذریعے۔ مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں یعنی اس طریق پر عمل کریں جس طرح وہ اپنے رسول ﷺ کو کرتے دیکھیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم. ۲۸

آپ کہہ دیجئے کہ اگر اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔

ایک جگہ نماز کے طریقے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صلوا کما رایتمونی اصلی. ۲۹

نماز پڑھو جس طرح تم مجھے پڑھتا ہوا دیکھو۔ ۳۰

رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے مختلف طریقے

آپ ﷺ کی تعلیم مختلف طریقوں سے ہوتی تھی۔ عام طور پر آپ ﷺ مسجد میں بیٹھ کر لوگوں سے باتیں کرتے اور اس طرح ان کی تعلیم وتزکیہ ہوتا۔ کبھی کوئی سائل سوال کرتا تو آپ جواب دیتے۔ کبھی مجمع میں تقریر فرماتے۔ آپ کی تقریر چند منٹ سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں خطبات محمدی مرتبہ مولانا محمد جونا گڑھی مطبوعہ قدوسیہ اردو بازار لاہور) طویل تقریریں رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ اصحاب صفہ کے نام سے صحابہ کی ایک جماعت خصوصیت سے آپ ﷺ کے زیر تعلیم رہتی تھی۔ جب آپ ﷺ کوئی بات فرماتے تو اس کو تین بار دہراتے تا کہ لوگوں کی سمجھ میں آجائے۔ ۳۱

آپ ﷺ کے اسالیب تعلیم کے بارے میں الاستاذ عبدالفتاح ابوغدۃ نے "**الرسول المعلم صلی اللہ علیہ وسلم اسالیبہ فی التعلیم**" ایک مفصل کتاب تحریر کی ہے۔ یہ کتاب مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب سے شائع ہوئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ہدایات وتعلیمات کی بدولت مسلمانوں میں ایک وسیع علمی تحریک پیدا

ہوگئی ،جس کا تفصیل سے ذکر مسلم اور غیر مسلم مورخین دونوں نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ یہ اسی تحریک کا نتیجہ تھا کہ علوم وفنون کی ترقی کی بناء پر کرہ ارض پر پہلے با قاعدہ کتب خانے مسلمان حکمرانوں نے قائم کیئے۔اور صحیح معنوں میں درس گاہیں بھی اسلامی سلطنتوں میں قائم ہوئیں۔ ہر مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ ملحق ہوتا تھا۔مدارس کے لیے اوقاف کے انتظام اور غریب طلبہ کے لیے وظائف کا اہتمام ہوتا تھا۔مسودات اور مخطوطات سے لدے ہوئے کاروان بخارا سے دجلہ تک رواں دواں رہتے۔حصول علم کا اس قدر جنون تھا کہ خلفاء وزراء وامراء کسی سفر یا مہم پر روانہ ہوتے تو اہل علم کا ایک گروہ اور کتابوں سے لدے ہوئے اونٹوں کی قطار ہمراہ ہوتی۔کتابوں اور معلموں کے حصول کی خاطر دور دراز ممالک میں سفیر بھیجے جاتے۔مدارس میں تمام علوم دینیہ کے علاوہ فلسفہ ،منطق ،ہندسہ،ادب،طب ،جراحت ،نجوم ،زراعت اور سائنس کے مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔قرطبہ ،غرناطہ،اشبیلیہ کے علاوہ اندلس میں درسگاہیں اور سائنس کی لیبارٹریاں قائم تھیں۔جن میں سائنس کے علوم میں اعلیٰ پیمانے پر ریسرچ ہوتی تھی۔چنانچہ علم ریاضی،علم تاریخ اور علم جغرافیہ میں مسلمان نقطہ کمال پر پہنچے۔کیمیا میں بہت سے انکشافات کیئے۔آلات جراحی ایجاد کیئے۔علم الادویہ اور علم الابدان کو نقطہ عروج تک پہنچایا یہی علوم تھے جو سقوط ہسپانیہ کے بعد یورپ پہنچے تو وہاں جہالت کا قائم شدہ اندھیرا ختم ہوا علوم جدیدہ کی بنیاد پڑی اور یورپ کی نشاۃ ثانیہ کا سبب بنے۔اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ مشرق ومغرب میں علم کی روشنی پھیلنے میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا کتنا عظیم حصہ ہے۔

نہ بوجھا فلسفہ اس کو یہ اک ایسی بجھارت تھی ایک امی ایک ٹھوکر سے کرے سو فلسفی پیدا

پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم

برصغیر پاک وہند میں اسلام کی دعوت ،دور رسالت مآب ﷺ اور عہد خلافت راشدہ میں پہنچ چکی تھی۔پھر بنوامیہ کے عہد میں محمد بن قاسم کے ہاتھوں سندھ اور اس کا ملحقہ علاقہ فتح ہوا اور اسلامی ریاست ہوئی۔اسلامی تعلیم کا آغاز اسی زمانے میں ہوگیا تھا اور سندھ کے پرانے لٹریچر اور ثقافت کے مطالعے سے اس کے نقوش آج بھی نظر آتے ہیں۔

یہاں مسلمانوں کی باقاعدہ حکومت کا آغاز سلطان شہاب الدین غوری کے عہد سے ہوا، جو

اپنے معتمد علیہ غلام قطب الدین ایبک کو یہاں حکمران مقرر کر کے واپس چلا گیا۔ قطب الدین ایبک سے بہادر شاہ ظفر تک، تقریباً ساڑھے سات سو سال مسلمان یہاں پر حکمران رہے۔ اس زمانے میں مسلمانوں نے اپنے نظام تعلیم کو نشو ونما دینے کی پوری کوشش کی۔ ۳۲؎ ان کا نصاب دینی و دینوی امور دونوں پر محیط تھا اور اصحاب دین و شریعت ہوں یا ارباب حکومت واختیار ایک ہی درسگاہ سے سند فضیلت حاصل کیا کرتے تھے اور دراصل یہ اسلامی حکومتوں کی سول سروسز کا نظام تربیت تھا۔

برصغیر میں مسلمانوں کے حکومتی زوال کے باوجود اٹھارویں صدی عیسوی کے آخر تک یہی طریق تعلیم جاری رہا تا آنکہ ۱۷۹۲ء میں سر چارلس گرانٹ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے جدید انگریزی نظام تعلیم کا اجراء کیا اور ۱۸۳۴ء میں لارڈ میکالے نے انگریزی نظام تعلیم کی بنیاد ڈالی۔ مسلمانوں کے قدیم نظام تعلیم کے بارے میں ڈبلیو، ڈبلیو ہنٹر اپنی کتاب ''ہندوستانی مسلمان'' میں لکھتا ہے۔

''مسلمان اس طریقہ تعلیم سے اعلیٰ قابلیت اور دینوی تربیت حاصل کرتے تھے، ہم اپنے دور حکومت کے گزشتہ پچھتر سالوں میں انتظام ملک کی خاطر اسی طریقہ تعلیم سے متواتر فائدہ اٹھاتے رہے۔ اس دوران ہم نے اپنا طریقہ تعلیم بھی رائج کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر جونہی ایک نسل اس نئے طریقے کے تحت پیدا ہو گئی ہم نے مسلمانوں کے پرانے طریقے کو خیر باد کہہ دیا جس سے مسلمانوں پر ہر قسم کی سرکاری زندگی کا دروازہ بند ہو گیا''۔

اور یہیں سے برصغیر کے مسلمان معاشرے میں دو بالکل جداگانہ نظام ہائے تعلیم قدیم اور جدید یا دینی اور انگریزی درسگاہوں کی بنیاد پڑی۔ ۳۳؎ اور گزشتہ تقریباً دو سال کے عرصے سے اس برصغیر میں مسلمانوں کا نظام تعلیم ثنویت کا شکار ہے۔

پس چہ باید کرد؟

عصر حاضر میں مادیت کی دوڑ اور بے سکونی اور بے مقصد تعلیم کا حل یہی ہے کہ ہم اپنی تعلیمی پالیسی اور پروگرام کو ایسے خطوط پر استوار کریں جس میں مذہبی، اخلاقی اور روحانی تعلیم بھی موجود ہو اور اس کے ساتھ جدید علوم اور بالخصوص سائنسی علوم بھی شامل ہوں تا کہ مسلمان جدید دور میں ہمہ پہلو مغرب کا مقابلہ کر سکیں۔

بلا شبہ ترقی اور تغیر ایک ناگزیر عمل ہے۔ حالات کی تبدیلی کے ساتھ ضروریات اور تقاضے بھی بدل جاتے ہیں۔ علم میں بھی اضافے ہوئے ہیں اور سائنس اور ٹیکنالوجی نے بھی بہت ترقی کی ہے۔ معاشی عوامل بھی معاشرتی اقدار پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ ایک زندہ قوم کی حیثیت سے ہمیں وقت کے چیلنج کا مقابلہ کرنا ہے اور پاکستان کو علم و حکمت کی دولت سے مالا مال کرنا ہے۔ دوسری قوموں کے دوش بدوش آگے بڑھنے کے لیے تغیر و تبدیلی کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ اور ہم اس تغیر اور پیش رفت کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں، لیکن ہم اپنی تہذیب کو برقرار رکھتے ہوئے اور اپنی روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے نئے تقاضوں کی تکمیل کریں گے۔

مجوزہ نظام تعلیم

موجودہ حالات کے پیش نظر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے نظام تعلیم میں کچھ دور رس تبدیلیاں پیدا کریں۔ بنیادی دینی تعلیم تو ہر مسلمان کے لیے ناگزیر ہے اور اس میں مرد اور عورت کسی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اعلیٰ دینی اور دنیوی تعلیم کو مخصوص صلاحیت اور مخصوص مزاج رکھنے والے طلبہ کے لیے خاص کیا جانا چاہیے۔

ہر مسلمان کا بنیادی دینی معلومات سے واقف ہونا بہرحال ناگزیر ہے لیکن عالم یا مولوی ہونا ضروری نہیں۔ ہمارا موجودہ تعلیمی ڈھانچہ ایسا ہے کہ دینی تعلیم کے اداروں میں ضروری دنیوی علوم کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور عصری تعلیم کے اداروں میں دینی علوم کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔

ہمارا تعلیمی نظام ایسا ہونا چاہیے کہ ہائر سیکنڈری کی سطح تک ہم اپنے تمام بچوں کو عربی زبان اور ضروری دینی مسائل کی تعلیم دیں اور انہیں جدید علوم سے پوری طرح آگاہ کریں۔ ہائر سیکنڈری کی سطح تک ہم انہیں عربی زبان اور ضروری دینی علوم سے اس حد تک واقف کرا سکتے ہیں کہ وہ صحیح الخیال اور راسخ العقیدہ مسلمان بن کر زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ اس کے بعد ایسے منتخب طلبہ جو دینی علوم کا زیادہ شوق رکھتے ہوں انہیں دینی کلیات میں اعلیٰ دینی تعلیم دی جائے۔ ان کے لیے جو نصاب تعلیم تیار کیا جائے اس میں عصری علوم کو بھی شامل کیا جائے۔ اگر اس نہج سے تعلیم و تربیت کا نظم کیا گیا تو یقین ہے کہ ملت کی راہنمائی و سربلندی کا فریضہ صحیح ڈھنگ سے انجام دیا جا سکے گا، اور چونکہ اس

صورت میں علماء کی تعداد ضرورت سے زیادہ نہ ہوگی اس لیے انہیں مناسب قدرومنزلت بھی حاصل ہو سکے گی۔

ہائر سیکنڈری کی سطح کی تعلیم کے بعد جو طلبہ اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے منتخب نہ ہوں اور ان کی صلاحیت اور حالات اجازت دیں تو وہ اعلیٰ عصری علوم کے کلیات میں داخلہ لے کر اس میدان کے اہم شعبوں میں آگے بڑھیں۔ محض آرٹس کے مضامین پڑھ کر وہ ملت کی کوئی قابل ذکر خدمت انجام نہیں دے سکتے۔ جو طلبہ ہائر سیکنڈری کی سطح کے بعد اپنی صلاحیت اور حالات کی وجہ سے مزید تعلیم حاصل نہ کر سکتے ہوں وہ پیشہ وارانہ تربیت حاصل کر کے باعزت طور پر کسب معاش میں لگ جائیں۔ اپنی تعلیم و تربیت کے پس منظر کے ساتھ توقع ہے کہ وہ بحیثیت مسلمان کامیاب کردار ادا کر سکیں گے۔

علم کو صدیوں سے جتنا مسلمان نظر انداز کرتے آرہے ہیں اتنا کسی اور قوم نے نہیں کیا۔ دنیوی علوم مین بھی یہی حال ہے اور دینی علوم میں بھی۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ ملت کے افراد دینی علوم میں غیر معمولی منہمک و مشغول ہیں اس لیے دنیوی علوم کی طرف توجہ نہیں ہو پا رہی ہے۔ بلکہ جب سے وہ دنیوی علوم میں پیچھے جا رہے ہیں تبھی سے دینی علوم میں بتدریج زوال آرہا ہے۔ صدیوں سے اسلامی علوم پر خاطر خواہ کام نہیں ہو رہا ہے اور وہ بطور خام مواد پڑے ہوئے ہیں جن کی تنقیح و ترتیب تو از بس ضروری ہے۔

ملت اسلامیہ بالخصوص پاکستانیہ کہ اسے عالم اسلام میں ایک ممتاز اور خاص مقام حاصل ہے، کے لیے ضروری ہے کہ وہ تعلیم کے میدان میں اگر زمانے کی رفتار سے آگے نہیں تو کم از کم ساتھ ساتھ تو چلنے کی صلاحیت آپنے اندر پیدا کرے۔ اس کے لیے عالمی حالات سے واقفیت بھی ضروری ہے اور بنیادی دینی علوم میں مہارت کے ساتھ دنیوی علوم میں مہارت کی شدید تر ضرورت ہے تا کہ وہ بشمول باقی عالم اسلام صرف اپنی پسماندگی کی وجہ سے دوسروں پر انحصار کرنے پر مجبور نہ ہو۔

حاصل کلام:

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن وسنت کی نگاہ میں دین، سائنس کا مدمقابل یا حریف نہیں ہے۔ دوسرے معاشروں میں دین اور سائنس کے درمیان جو کشمکش ہوئی اسلامی معاشرہ اس سے آگاہ بھی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بڑے علماء شریعت وحکمت کے درمیان ربط قائم رکھنے اور صحیح منقول وصریح معقول کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے پر زور دیتے رہے ہیں۔

اسلام تجرباتی علوم سے تنگ دلی محسوس نہیں کرتا بلکہ ان کا احترام کرتا ہے۔ ان کی طرف دعوت دیتا ہے اور ان کے فروغ کے لئے نفسیاتی وفکری ماحول تیار کرتا ہے۔ مثلاً وہ معروضی علمی ذہنیت تشکیل دیتا ہے (قل هاتو ابر هانكم ان كنتم صادقين) ۳۴؎ جو وہم گمان دوسروں کی تقلید اور خواہشات کی پیروی کو مسترد کرتی ہے۔ (ان يتبعون الا الظن وما تهوى الانفس) ۳۵؎ علم سیکھنے اور لکھنے پڑھنے کے رواج واشاعت پر زور دیتا ہے (اقرا باسم ربك الذى خلق) ۳۶؎ ضرورت کے مطابق دوسروں کی زبانیں سیکھنے پر ابھارتا ہے (قل يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا) ۳۷؎ مستقبل کے امکانات کے پیش نظر منصوبہ بندی پر زور دیتا ہے۔ ۳۸؎ اپنے اپنے موضوع سے متعلق ماہرین کی رائے ماننے اور ہر مفید علم کو اس علم کے ماہرین سے حاصل کرنے کا سبق دیتا ہے (فاسال به خبيرا) ۳۹؎ وغیرہ وغیرہ۔ ان سب چیزوں سے عقل کو سوچنے سمجھنے، صاحب علم کو تحقیق وجستجو کرنے اور علم کو فروغ پانے کا مناسب ماحول ملتا ہے۔

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے یہاں علم سے مراد وہ کم سے کم علم ہے جو ناگزیر ہے۔ چاہے وہ دین کا علم ہو یا دنیا کا۔ دنیا کے علم کی کم سے کم حد یہ ہے کہ ناخواندگی کو مٹایا جائے جو آج عالم اسلام میں عام اور یہ امت اسلامیہ کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکا ہے۔ علماء کو چاہیے کہ وہ یہ اعلان کریں کہ اس برائی سے چھٹکارا پانا شرعاً ضروری ہے۔ کیونکہ اس نے مہذب قوموں کے مقابلے میں امت کو پسماندگی کا شکار بنا رکھا ہے۔ امت اسلامیہ اس وقت تک اپنا پیغام ادا ہی نہیں کر سکتی۔ جو اس کے لیے حکم الہیٰ ہے، جب تک اس کے تمام افراد تعلیم یافتہ نہ ہو جائیں۔ اور جس چیز کے بغیر کسی واجب کی ادائی ممکن نہ ہو وہ خود بھی واجب ہو جاتی ہے۔

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں اسلام نے علم سیکھنے اور سکھانے کے وہ بہترین بنیادی اصول مقرر کر دیئے ہیں جن پر آج کے مفکرین فخر کر سکتے ہیں۔ مثلاً علم کے حصول کا سلسلہ مسلسل جاری رکھنا یا دوسرے الفاظ میں گود سے گور تک علم حاصل کرتے رہنا (وقل رب زدنی علما) ۴۰ نیت کا درست رکھنا (ومن اراد الآخرة وسعی لها سعیها وهو مومن) ۴۱ علم کی جستجو میں مشکلات پر صبر و تحمل کرنا۔ ۴۲ معلم کی قدر و منزلت کرنا (هل اتبعك علی ان تعلمن مما علمت رشدا) ۴۳ طالب علم کے ساتھ نرمی و شفقت برتنا ۴۴ غلطی پر تنبیہ کرنا ۴۵ اور تعلیم میں مددگار وسائل و ذرائع اختیار کرنا۔ ۴۶

رسول اللہ ﷺ کی ان تعلیمات و ہدایات کے عملی نتائج اسلامی معاشرہ اور افراد کی تشکیل میں ظاہر و نمایاں ہو چکے ہیں۔ ان کے سائے میں ایسی ممتاز ذہانت و ذہنیت نمودار ہو چکی ہے جو علم و ایمان کو یکجا رکھتی تھی یعنی فرد عالم غیب پر ایمان رکھتا تھا اور اپنے علم کے ذریعے دنیا کو تسخیر کرتا تھا۔ اس طرح کائناتی علوم کو بھی فروغ حاصل ہوا جس طرح دینی علوم کو فروغ ملا اور ایسی علمی بیداری پیدا ہوئی جس سے صدیوں تک پوری دنیا فیضیاب ہوتی رہی۔ آج ہم ایسے ماہرین تعلیم اور ارباب اقتدار کے منتظر ہیں جو ان علمی اثرات و آثار کو زندہ کریں اور ان کے چہرے سے گرد و غبار صاف کریں۔

وما ذلك على الله بعزيز .والحمد الله رب العالمين .

☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ سورۃ العلق:۱

۲۔ علی المتقی الہندی: منتخب کنز العمال، ج۴،ص:۱۳۰، داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۹۰ء

۳۔ الالبانی: صحیح الجامع الصغیروزیادتہ، ج۱،ص:۵۴۶۔المکتب الاسلامی بیروت،۱۹۸۶ء

۴۔ سورۃ آل عمران:۱۶۴

۵۔ محمدفوادعبدالباقی: ال معجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم ،ص:۶۰۸

۶۔ محمد بن سلیمان المغربی: جمع الفوائد، ج:۱ص:۴۴، مکتبہ ابن کثیرالکویت،۱۹۹۸ء

۷۔ منیرالبعلبکی: موسوعۃ المورد العربیۃ ج۱،ص:۳۰۶، دارالعلم للملایین بیروت۱۹۹۰ء

۸۔ سورۃ آل عمران:۷۹

۹۔ علی المتقی الھندی: منتخب کنزل العمال ج:۴،ص:۱۳۰، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۰ء

۱۰۔ البخاری: صحيح البخاری مع شرح فتح الباری لابن حجر، ج:۲،ص:۲۲۲۰، ح۵۰۲۷ بیت الافکار الدولیۃ، ودارابن حزم بیروت

۱۱۔ مسلم سجاد: اسلامی ریاست میں نظام تعلیم،ص:۳۲۔۳۳، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد۱۹۹۶ء

۱۲۔ حکیم محمد سعید: نورستان، قرآن حکیم اور ہماری زندگی،ص:۱۸۳، ہمدرد فاؤنڈیشن پریس کراچی،۱۹۸۴ء

۱۳۔ محمد عبدالحی الکتانی: نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ،ص:۱۲۳۔۱۲۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت،۲۰۰۱ء

۱۴۔ علی المتقی الھندی: منتخب کنزل العمال ج۵،ص:۲۶۳، داراحیاء التراث العربی

بیروت،۱۹۹۰ء
۱۵۔ محمد عبدالحی الکتانی: نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی الترتیب الاداریۃ ص:۱۲۴۔۱۲۵، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۱ء
۱۶۔ محمد عبدالحی الکتانی: نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ ص:۱۲۶۔۱۲۷ دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۲۰۰۱ء
۱۷۔ محمد عبدالحی الکتانی: نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ ص ۱۳۱، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۲۰۰۱ء
۱۸۔ محمد عبدالحی الکتانی: نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ ص ۱۳۱، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۲۰۰۱ء
۱۹۔ محمد عبدالحی الکتانی: نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ ص ۱۵۵، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۲۰۰۱ء
۲۰۔ محمد عبدالحی الکتانی: نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ ص ۱۳۵، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۲۰۰۱ء
۲۱۔ محمد عبدالحی الکتانی: نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ ص ۱۳۰، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۲۰۰۱ء
۲۲۔ محمد عبدالحی الکتانی: نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ ص ۱۳۵، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۲۰۰۱ء
۲۳۔ محمد عبدالحی الکتانی: نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ ص ۱۳۸۔۱۳۹، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۲۰۰۱ء
۲۴۔ بریگیڈیئر گلزار احمد (ریٹائرڈ): آنحضرت ﷺ بہ حیثیت عسکری رہنما (مضمون) تذکار محمدؐ مرتبہ حکیم محمد سعید ہمدرد اکیڈمی کراچی ۱۸۔۲۔۱۹۷ء
۲۵۔ محمد عبدالحی الکتانی: نظام الحکومۃ النبویۃ المسمی التراتیب الاداریۃ ص:۱۲۷، دارالکتب العلمیۃ

بیروت ۲۰۰۱ء

۲۶۔ ابن ہشام: السیرۃ النبویۃ، القسم الثانی ص: ۵۹۴۔۵۹۶۔ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر ۱۹۵۵ء

۲۷۔ (مضمون) مقالات سیرت ص: ۱۰۹۔۱۱۰ (بہ اختصار) ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ۱۴۰۱ھ

۲۸۔ سورۃ آل عمران: ۳۱

۲۹۔ علی المتقی الھندی: منتخب کنزل العمال ج: ۳، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۰ء

۳۰۔ محمد مسعود: آنحضرت ﷺ بہ حیثیت معلم ومحرک تعلیم (مضمون) تذکار محمد ﷺ ص: ۲۵، مرتبہ حکیم محمد سعید، ہمدرد اکیڈمی کراچی، ۱۸،۲،۱۹۷ء

۳۱۔ پروفیسر خورشید احمد: نظام تعلیم نظریہ، روایت، مسائل، ص: ۶۹۔ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء

۳۲۔

۳۳۔ ڈاکٹر امین اللہ وثیر: اسلامی نظریہ تعلیم (مضمون) مقالات کانفرنس، پاکستان ہجرہ کمیٹی اسلام آباد، ج: ۶، ص: ۱۳۔۱۴۷

۳۴۔ سورۃ النحل: ۶۴

۳۵۔ سورۃ النجم: ۲۳

۳۶۔ سورۃ العلق: ۱

۳۷۔ سورۃ الاعراف: ۱۵۸

۳۸۔ سورۃ یوسف: ۴۷تا۴۹

۳۹۔ سورۃ الفرقان: ۵۹

۴۰۔ سورہ طہ: ۱۱۴

۴۱۔ سورہ بنی اسرائیل: ۱۹

۴۲۔ سورۃ الکہف:٦٦ تا ٧٠

۴۳۔ سورۃ الکہف:٦٦

۴۴۔ سورۃ التوبہ:١٢٨

۴۵۔ سورۃ الاحزاب:٢٨۔٢٩

۴٦۔ سورۃ الانعام:١٥٣

☆☆☆☆☆☆☆☆